پیر ولایت علی شاہ
اسکالر پی ایچ ڈی اُردو، سرگودھا یونیورسٹی، سرگودھا
ڈاکٹر محمد یار گوندل
استاد شعبہ اُردو اور مشرقی زبانیں، سرگودھا یونیورسٹی، سرگودھا

سرفراز شاہد کی شاعری میں موضوعاتی تنوع

Peer Wallayat Ali Shah
Scholar Ph.d Urdu, University of Sargodha, Sargodha.
Dr Muhammad Yar Gondal
Assistant Professor Department of Urdu and Oriental Languages
University of Sargodha, Sargodha.

Topical Variation in Sarfraz Shahid's Poetry

Sarfraz Shahid is a renowned name of Urdu humorous poetry. He creates his topic of poetry from negative attitudes of society. There is a lot of topical variation found in his poetry. Through this article an effort has been made to express this topical variation in his poetry.

Key Words: *Comic poetry, Topical variation, Keen Observation, Social inequalities.*

ہنسنا، ہنسانا انسانی زندگی کا بنیادی وصف ہے۔ انسان جب زندگی کی ناہمواریوں کا شکار ہوتا ہے تو ایک لمحہ کے لیے وہ ان ناہمواریوں کے اسباب پر غور بھی کرتا ہے۔ اسی غور و فکر کے نتیجے میں وہ اصل اسباب تک رسائی حاصل کرنے میں کافی حد تک کامیاب بھی ہو جاتا ہے۔ ناہمواریوں کے اسباب اور علل ہمارے ظرافت نگار کو موضوعات عطا کرتے ہیں۔

ادیب اور شاعر دیگر افرادِ معاشرہ کی بہ نسبت معاشرے اور زندگی کی ناہمواریوں کو باریک بینی سے دیکھتے اور پھر اپنے احساسات کا اظہار کرتے ہیں۔ ایک ظرافت نگار ان ناہمواریوں اور منفی رجحانات کو مختلف انداز سے قرطاس پر منتقل کرتا ہے۔ جس ظرافت نگار کا مشاہدہ جتنا وسیع ہو گا اس کی شاعری میں اُسی قدر موضوعاتی تنوع پایا جائے گا۔ اچھا ظرافت نگار موضوعات بناتا نہیں بلکہ اس کا مشاہدہ خود اسے نت نئے موضوعات عطا کرتا چلا جاتا ہے۔

سرفراز شاہد اردو کی ظریفانہ شاعری کا ایک اہم نام ہے۔ انھوں نے ظرافت نگاری میں اردو ادب کو معقول سرمایہ فراہم کیا ہے۔ وہ معاشرے میں پائی جانے والی ناہمواریوں، بد عنوانیوں اور منفی رجحانات کا باریک بینی سے مشاہدہ کرتے ہیں اور پھر انھیں طنزیہ اور ظریفانہ شاعری میں بیان کرتے ہیں۔ انھوں نے جہاں معاشرے کے عام موضوعات کو شاعری میں بیان کیا ہے وہاں ان کے ہاں بہت سے لطیف موضوعات پر بھی خامہ فرسائی ملتی ہے۔ جس کی وجہ سے ان کی

شاعری میں موضوعاتی حوالے سے خاصا تنوع پایا جاتا ہے۔ڈاکٹر سہیل بلوچ سر فراز کی شاعری کے موضوعات کے بارے میں لکھتے ہیں۔

> مضمون آفرینی تین طرح سے پیدا کی جا سکتی ہے۔کوئی نیا موضوع پیدا کرنا(ب) کسی پرانے موضوع میں کوئی نیا پہلو نکالنا(ج) کسی پرانے موضوع کو نئے ڈھنگ سے بیان کرنا سر فراز شاہد کے ہاں تینوں طرز پر موضوعات کی رنگا رنگی ملتی ہے۔"[1]

موضوعاتی حوالے سے سر فراز شاہد کی ظریفانہ شاعری کا مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ ان کے ہاں خاصا موضوعاتی تنوع پایا جاتا ہے۔وہ ایک طرف پرانے موضوعات کو نئے انداز سے بیان کرنے کا ڈھنگ جانتے ہیں تو دوسری طرف معاشرے کی ناہمواریوں سے نئے موضوعات تلاش کرنے میں بھی خاصی مہارت رکھتے ہیں۔

موضوعات کے حوالے سے جب ہم بات کرتے ہیں تو عام طور پر موضوعات کی دو بڑی اقسام سامنے آتی ہیں۔سیاسی موضوعات اور سماجی موضوعات، جس طرح سیاست اور سماج کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کیا جا سکتا، اسی طرح سیاسی اور سماجی موضوعات کو بھی ایک دوسرے سے مکمل طور پر الگ الگ تو تصور نہیں کیا جا سکتا تاہم سیاست اور سماج کے چند عناصر ایسے ہوتے ہیں جن کی بنا پر سیاسی و سماجی موضوعات میں تقسیم کی جا سکتی ہے۔

سر فراز شاہد نے سیاست اور سماج، ہر دو کا گہرا مشاہدہ کیا ہے۔ان کے ہاں سیاسی اور سماجی موضوعات کی خاصی فراوانی اور تنوع ملتا ہے۔سیاسی ابتری اور سماجی سطح پر کام چوری اور کرپشن وغیرہ معاشرے کے لیے ناسور بن چکے ہیں۔سیاسی ابتری کے نتیجے میں حکومتی اداروں میں بھی کام چوری اور بے راہ روی عام ہوتی چلی جا رہی ہے۔انتخابی مہم کے دوران اپنے ووٹرز کی حمایت حاصل کرنے کے لیے ان کو سبز باغ دکھانے والے سیاسی عناصر، انتخابات میں کامیابی کے بعد عوام کو یکسر بھول جاتے ہیں۔الیکشن کے موقع پر عوام کو دیے جانے والے دھوکے ملاحظہ ہوں:

الیکشن کی فضا ہے آج کل موسم سہانا ہے
کسی جلسے میں چائے ہے کسی میٹنگ میں کھانا ہے
غریبوں کے گھروں میں لیڈروں کا آنا جانا ہے
کبھی جن سے "الرجی" تھی انہیں سے دوستانہ ہے
الیکشن کا زمانہ ہے، الیکشن کا زمانہ ہے
جلوسوں اور جلسوں کا سڑک پہ شور و شر دیکھو
در و دیوار پر چسپاں ہزاروں پوسٹر دیکھو
کئی امیدوار اسٹیج پر ہیں نغمہ گر دیکھو

الیکشن کا زمانہ ہے، الیکشن کا زمانہ ہے
مگر سب کے لبوں پر صرف ووٹوں کا ترانہ ہے
کوئی بولا کہ میں اک صاحب کردار ہوں چن لو
کوئی بولا کہ میں دیرینہ خدمت گار ہوں چن لو
کوئی بولا میں پوری قوم کا غمخوار ہوں چن لو
حقیقت اس میں دو فی صد ہے اور باقی فسانہ ہے
الیکشن کا زمانہ ہے الیکشن کا زمانہ ہے (۲)

سیاستدانوں کا مطمع نظر صرف اور صرف اپنی ذات کو فائدہ پہنچانا ہوتا ہے۔ فی زمانہ حال یہ صورت حال عام طور پر دیکھنے کو ملتی ہے کہ سیاستدانوں کے ذاتی مفاد کا کوئی بھی بل یا قرارداد اسمبلی میں پیش کی جائے تو حکومتی اراکین ہوں یا اپوزیشن تمام ایک ہو جاتے ہیں۔ وہ متنوع انداز سے مفاد حاصل کرنے میں لگے رہتے ہیں۔ سرفراز شاہد ایسے طرزِ سیاست کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

یہی ہے اِک قدرِ مشترک اہلِ سیاست میں
کہ سب کُرسی کے چکر میں بہت ثابت قدم نکلے
امارت کی، وزارت کی، سفارت کی، صدارت کی
ہزاروں کُرسیاں ایسی کہ ہر کُرسی پہ دم نکلے (۳)

سیاست جب ذاتی مفاد کے گرد گھومنا شروع ہو جاتی ہے تو پھر سرکاری محکمے بھی ابتری کی طرف مائل ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ کام چوری اور بدعنوانی محکموں میں سرایت کرتی چلی جاتی ہے۔ یہی ابتری اور کام چوری سرفراز شاہد کی شاعری کا خاص موضوع ہے:

آیا ہے سویرے تو کوئی اور ہی ہو گا
افسر تو کبھی وقت پہ دفتر نہیں آتے (۴)

کرپشن اور بدعنوانی کا حال ملاحظہ ہو:

انجینئر بنا گئے پکی سڑک جسے
وہ صرف کولتار کا فوٹو سٹیٹ ہے (۵)

سماجی حوالے سے دیکھا جائے تو سرفراز شاہد کے ہاں سماجی موضوعات میں بھی خاصا تنوع ملتا ہے۔ وہ سماج کے بارے میں گہرا مشاہدہ رکھتے ہیں اور سماج کی تہہ میں پڑی ناہمواریوں سے ظرافت کشید کرنے میں خاص ملکہ رکھتے ہیں۔

سماج میں لالچ اور خود غرضی ایک ناسور کی طرح سرایت کر چکی ہے۔ جس کے ہاتھ جو لگتا ہے وہ لالچ میں اندھا ہو کر اسے اپنے تک ہی محدود رکھنے کی تگ و دو میں لگا رہتا ہے۔ قربانی کے گوشت کی تقسیم کے عمل سے سرفراز شاہد اسی لالچ اور خود غرضی کو یوں بیان کرتے ہیں:

بکرے کی بوٹیاں تو قصائی بنا چکا
اب دیکھئے "پلان" جو زوجہ کے سر میں ہے
میں نے کہا کہ گوشت بھیجیں کہاں کہاں؟
کہنے لگیں کہ "ڈیپ فریزر" جو گھر میں ہے (۶)

سماج میں پھیلی ہوئی مختلف برائیاں خاص طور پر سرفراز شاہد کا موضوعِ سخن ہیں۔ وہ ان برائیوں سے نجات حاصل کرنے کے لیے متنوع انداز میں ان کو آشکار کرتے ہیں۔ انور مسعود، سرفراز شاہد کی شاعری کے اس پہلو کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"بعض سماجی برائیوں بالخصوص رشوت، سفارش، مطلب براری، پبلک ریلیشنگ اور کاروباری رویوں کو اس نے شدت سے ہدف تضحیک بنایا ہے۔ نئی نسل نے تمیز پسر و دختر میں جو دشواریاں پیدا کر رکھی ہیں، شاہد کو بہت ناگوار گزرتی ہیں۔ سب بد صورتیوں پر اس نے کٹیلے وار کیے ہیں۔" (۷)

معاشرتی برائیوں کے حوالے سے دیکھا جائے تو معاشرے میں ایک غلط رجحان یہ پروان چڑھ رہا ہے کہ دوسروں کو بڑی بڑی نصیحتیں کرنے والے اور پیشوا کے رتبے پر فائز ہونے والے خود بے عملی کا شکار ہیں۔ وہ دوسروں کو تو بہت نصیحتیں کرتے ہیں لیکن خود عمل کے قریب بھی نہیں جاتے جس وجہ سے نصیحت کارگر ثابت نہیں ہو پاتی۔ ایسے ہی بے عمل رہبروں کو آشکار کرتے ہوئے سرفراز شاہد لکھتے ہیں:

ہم سے کہا شراب کا پینا حرام ہے
خود شیخ چھ گلاس سے آگے نکل گئے (۸)

اسی مضمون کو ایک جگہ یوں بیان کرتے ہیں:

جو کہتے ہیں کہ فلمیں دیکھنا اچھا نہیں یارو
وہی ناصح لگا کر گھر میں "وی سی آر" بیٹھے ہیں (۹)

سرفراز شاہد کی ظریفانہ شاعری کا ایک اہم موضوع عورت ہے۔ عورت کے مختلف روپ کے بارے میں مختلف شعرا نے خوب طبع آزمائی کی ہے۔ سرفراز شاہد نے اس موضوع کو نئے نئے انداز سے باندھا ہے۔ وہ عورت کو گھر کی چار دیواری سے نکال کر اشتہاروں میں استعمال کرنے پر خوب طنز کرتے ہیں۔

وہ جو حسن زیرِ نقاب تھا اسے کاروبار بنا دیا

کبھی چائے کا کبھی "سوپ" کا اسے اشتہار بنا دیا (۱۰)

اور اسی اشتہار بازی کی وجہ سے پھر وہ ہوا چلی کہ اخلاقی اقدار بھی ختم ہوتی چلی گئیں۔ فیشن کے نام پر فحاشی اور بے حیائی نے سر اُٹھانا شروع کر دیا۔ جس سے اسلاف کی روایات فرسودہ نظر آنے لگیں۔ نام نہاد سیکولر ازم نے لچر پن کا وہ روپ دھار لیا کہ کلچر بھی محفوظ نہ رہ سکا۔

مٹا کر اس کا حرفِ کاف شاہد

وہ کلچر میں نیا پن چاہتے ہیں (۱۱)

اس نئے پن نے کلچر اور اخلاق کو زوال کی راہ دکھائی۔ فحاشی و عریانی عام ہوتی چلی گئی۔ سرفراز شاہد کے ہاں اس کی عکاسی ملاحظہ ہو:

کچھ مہ جبیں لباس کے فیشن کی دوڑ میں

پابندیٔ لباس سے آگے نکل گئے (۱۲)

اسی مضمون کو ایک جگہ یوں بیان کرتے ہیں:

کیسی کیسی صورتیں "میک اپ" سے ویراں ہو گئیں

آئینے میں دیکھ لیں شکلیں تو حیراں ہو گئیں

ایک تو گیسو بریدہ اس پہ "جیکٹ" اور "جین"

جو کبھی حوریں ہوا کرتی تھیں غلماں ہو گئیں (۱۳)

فیشن کی آڑ میں فحاشی و عریانی کی جو راہ ہموار کی جارہی ہے اس کی اصلیت کچھ نہیں۔ خود کو مغرب کے ہم پلہ قرار دینے والے اس حقیقت کو بھول جاتے ہیں کہ مغرب اور مشرق کے کلچر اور زمینی حالات میں بہت فرق ہے۔ دوسری بات یہ کہ مغرب کی ترقی محض لباس اور فیشن کی وجہ سے نہیں ہے، اس کے پیچھے وہ محنت اور تحصیلِ علم و فن کے عناصر کارفرما ہیں جنھوں نے انتہائی بد تہذیب مغرب کو آج کی دنیا میں ترقی یافتہ اقوام میں شامل کر رکھا ہے۔ محض فیشن میں مغرب کی نقالی کی کوئی حیثیت نہیں خود کو سیکولر ازم کے نمائندے قرار دینے والوں کو مغرب کی ترقی کے اصل اسرار و رموز کو جاننا اور سمجھنا چاہیے۔

سرفراز شاہد کے خیال میں اس نام نہاد سیکولر ازم اور فیشن کی مثال "کوّا چلا ہنس کی چال، اپنی چال بھی بھول گیا" جیسی ہے۔ اس موضوع پر سرفراز شاہد کے تخیل نے خوب راہ پائی ہے:

مشرق سے تعلق نہ مغرب سے کنکشن

فیشن نے ہلا ڈالی ہے بنیاد ہماری

شیریں کو بنا رکھا ہے دفتر میں "سٹینو"

تقلید کرے گا کوئی فرہاد ہماری [۱۴]

اُن کی ظریفانہ شاعری کا موضوعاتی حوالے سے مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ انھوں نے جہاں نئے موضوعات کو اپنی شاعری میں سمویا ہے وہاں معاشرے کے عام رجحانات اور منفی رویوں کو بھی نئے انداز میں سپردِ قرطاس کیا ہے۔ رشوت کی لعنت ہمارے سماج اور ہمارے وسائل کو دیمک کی طرح چاٹ رہی ہے ملکی وسائل کو بے دردی سے لوٹنے اور ملکی قوانین کو پاؤں تلے روندنے والے رشوت کے بل بوتے پر من مانیاں کرتے جا رہے ہیں۔ وہ خلافِ قانون کام کرتے ہیں اور پھر رشوت دے کر "باعزت" بری بھی ہو جاتے ہیں۔ رشوت کو متعدد شعرا و ادبا نے موضوعِ سخن بنایا ہے۔ سرفراز شاہد اس موضوع کو یوں بیان کرتے ہیں:

سڑکوں پہ ہم نے دیکھا اکثر یہی تماشا

پکڑا ڈرائیور کو اور "مک مکا" کے چھوڑا [۱۵]

ایک جگہ واضح الفاظ میں یوں بیان کرتے ہیں:

صاحبِ اختیار نے یارو

صرف رشوت کو اختیار کیا [۱۶]

اور اسی رشوت اور بد عنوانی کے نتیجے میں انسانی وسائل کا ضیاع دیکھئے:

فیل اکثر وہی ہوا جس نے

صرف "میرٹ" پہ انحصار کیا [۱۷]

اُن کی انفرادیت یہ ہے کہ وہ معاشرے کی ناہمواریوں میں سے جس موضوع کا انتخاب کرتے ہیں۔ وہ صرف اس کی عکاسی کرنے پر ہی اکتفا نہیں کرتے بل کہ وہ اس سے متعلقہ تمام امور کا باریک بینی سے مشاہدہ کرتے ہیں اور پھر اس کے اسباب و نتائج کو بھی بڑے دلیرانہ انداز میں بیان کرتے چلے جاتے ہیں۔

معاشرے میں اقربا پروری نے سماجی اقدار کو بہت نقصان پہنچایا ہے۔ اقتدار اور اختیار کی مسند پر براجمان لوگ اپنے عزیز و اقارب اور احباب کو نوازنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے۔ نتیجے کے طور پر قابل اور اہل افراد پس پشت ڈال دیے جاتے ہیں۔ سرفراز شاہد نے اقرباء پروری پر بھی خوب لکھا ہے لیکن ان کی انفرادیت یہ ہے کہ وہ اقربا پروری کے ان ابتدائی عناصر کو بیان کرتے ہیں جو معصوم بچوں کے ذہنوں میں تشکیل دیے جاتے ہیں۔ سکول سماج کی بہتری میں نمایاں کردار ادا کرتا ہے۔ سکول میں پڑھانے والے اساتذہ معاشرے کی نئی نسل کی آبیاری جس انداز سے کریں گے وہی روش آنے والی نسلوں میں رواج پائے گی۔ بد قسمتی سے مالی مفادات کی حرص نے معاشرے کے اس مقدس پیشہ میں بھی بہت سی خرابیاں پیدا کر دی ہیں۔ اساتذہ کرام نے جگہ جگہ ٹیوشن سنٹرز کھول لیے اور اپنے ہی سکول کے بچوں کو ٹیوشن پڑھانے لگے۔

اپنے اس کاروبار کو چمکانے کے لیے انھوں نے اپنے ہاں آنے والے بچوں کو کلاس کے ٹیسٹ اور سکول امتحانات میں اعلیٰ کار کردگی کا حامل دکھانا شروع کر دیا، یوں قابل اور اہل طلبہ کی حوصلہ شکنی ہونے لگی۔ سر فراز شاہد اس انتہائی لطیف سماجی موضوع پر طنزیہ انداز میں یوں اظہارِ خیال کرتے ہیں:

ہوتے نہ تھے جو پاس کبھی امتحان میں
بس ایک ربط خاص سے آگے نکل گئے
اپنے ہی ٹیچروں کی جو رکھ لیں ٹیوشنیں
بچے مرے کلاس سے آگے نکل گئے (۱۸)

سر فراز شاہد کی ظریفانہ شاعری کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے ہاں موضوعاتی حوالے سے خاصا تنوع پایا جاتا ہے۔ انھوں نے نئے موضوعات بیان کرنے کے ساتھ ساتھ پرانے موضوعات کو بھی اپنے مخصوص انداز میں باندھا ہے جس کی وجہ سے ان میں نیا پن آجاتا ہے۔ اوپر بیان کیے گئے موضوعات کے علاوہ ان کی ظریفانہ شاعری میں معاشرے کے بہت سے عام موضوعات مثلاً جہیز، آلودگی، ٹیکس، میک اپ، خوشامد اور مہنگائی کے حوالے سے بھی قابلِ قدر بیان ملتا ہے۔ انھوں نے خود کو کسی کی تقلید میں نہیں لگایا بلکہ گہرے مشاہدے سے معاشرے اور سماج کی ناہمواریوں اور منفی رویوں کو دیکھا اور بیان کیا ہے۔ موضوعاتی حوالے سے ان کی شاعری کا یہ تنوع ان کی شاعری کو عالمگیریت عطا کرتا ہے۔ وہ اردو کے ان نمائندہ شاعروں میں شمار کیے جاسکتے ہیں جنھوں نے اپنی ظریفانہ اور طنزیہ شاعری کے ذریعے سماج کو منفی رویوں اور خامیوں سے آگاہ بھی کیا ہے۔ اور ہنسنے کا ڈھنگ بھی سکھایا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ سہیل بلوچ، ڈاکٹر، اردو شاعری میں اصلاح سخن کی روایت، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۲۰۰۸ء، ص۲۷۷

۲۔ سر فراز شاہد، ڈش انٹینا، اسلام آباد، دوست پبلی کیشنز، ۲۰۱۰ء، ص:۲۵۰

۳۔ سر فراز شاہد، گفتہ شگفتہ، اسلام آباد، دوست پبلی کیشنز، ۲۰۰۲ء، ص۱۰۸

۴۔ سر فراز شاہد، ڈش انٹینا، ص۱۰۶

۵۔ ایضاً، ص۱۴۵

۶۔ سر فراز شاہد، گفتہ شگفتہ،، ص،۴۶

۷۔ انور مسعود، شاخِ تبسم، اسلام آباد، دوست پبلی کیشنز، ۲۰۱۰ء، ص۱۳۷

۸۔ سر فراز شاہد، ڈش انٹینا، ص۱۲۴

۹۔ ایضاً، ص۱۲۱

۱۰۔ سرفراز شاہد، گفتہ شگفتہ، ص۴۴

۱۱۔ ایضاً، ص۵۲

۱۲۔ سرفراز شاہد، ڈش انٹینا، ص۱۶۳

۱۳۔ ایضاً، ص۱۵۵

۱۴۔ ایضاً، ص۱۱۵

۱۵۔ ایضاً، ص۱۰۵

۱۶۔ ایضاً، ص۱۶۶

۱۷۔ ایضاً، ص۱۶۶

۱۸۔ ایضاً، ص۲۸۸

References in Roman Script

1.Sohail Baloch, Dr, Urdu Shairi mainIslah Sukhan ki Riwaat, Lahore, Majlis Taraqi Adab, 208, Page 277.

2. Sarfraz Shahid, Dish Antina, Islamabad, Dost Publicatins, 2010, Page 250.

3. Sarfraz Shahid, Gufta Gufta, Islamabad, Dost Publications, 2002, Page 108.

4. Sarfraz Shahid, Dish Antina, Page 106.

5. Ibid, Page 145.

6. Sarfraz Shahid, Gufta Gufta, Page 46.

7. Anwar Masood, Shakh e Tabussam, Islamabad, Dost Publications, 2010, Page 137.

8. Sarfraz Shaid, Dish Antina, Page 124.

9. Ibid, Page 121.

10. Sarfraz Shahid, Gufta Shagufta, Page 44.

11. Ibid, Page 52.

12. Sarfraz Shahid, Dish Entina, Page 163.

13. Ibid, Page 155

14. Ibid, Page 115

15. Ibid, Page 105

16. Ibid Page 166

17. Ibid, Page 166

18. Ibid, Page 288